Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

انگریزی رومانوی تحریک اور اردو رومانوی تحریک میں مشترکہ عناصر

Common Elements in English Romānvī Tehrīk and Urdū Rūmānvī Tehrīk

Mushtaq Ahmad
Ph.D Scholar, National College of Business Administration & Economics Lahore, Sub Campus Bahawalpur.

Kalsoom Mushtaq
Assistant Professor Govt. Kora Khan Associate college for Women, Jatoi,
Email: prof.kalsoom.mushtaq@gmail.com

Dr. Tanveer Akhtar
Assistant Professor/HOD, National College of Business Administration & Economics Lahore, Sub Campus Bahawalpur. t.akhtar1433@gmail.com

Published:
September 30, 2023

Abstract

It is a fact universally acknowledged that literature has no boundaries. Literature of one country affects and is affected by the literature of other country. Even great movements of poetry and novel have common characteristics which can be traced. The world history of literature witnessed a movement which reshaped world literature. It was Romantic Movement in England in 1798 and subcontinent in 1890.Our objective is to trace the common elements of both these movements. We

OPEN ACCESS
CC BY

have selected the representative poets of these Movements. Wordsworth, Coleridge, Shelley and Keats are the prominent and representative poets of English Movement. From Urdū Romantic Movement Jash Malih ʻAbadī, Akhter Sherānī, Abd al-Hāmid ʼAdam and Hafīz Jālandharī have a major contribution in Romantic poetry. All these poets remained true to their cause till death. Our research method is qualitative, narrative and comparative. The Original books of these poets are our primary source and for further analysis we selected books of some eminent critics .We found that these poets have some come traits like love Nature and human beauty, patriotism, nostalgia ,escape from real life .imagination, simple diction ,portrait of village life, free verse ,supernaturalism and to call their beloveds by their names in their poetry .After the publication of Lyrical Ballads in 1798 by Wordsworth and Coleridge, a new era of literature began. It broke the chains of outdated and traditional way of writing. It was a revolutionary movement primarily based on the ideas of great scholar Rousseau who stressed on the freedom of human being. This movement was hailed by all Europe. It effected even Urdū literature after the gape of ninety years. Urdū Romantic poets began to write on the pattern of English Romantic poets. We can easily trace the common elements of both these movements. They made new experiments not only in new subjects but also in diction and new language for poetry. It was a revolt against

classicism. The classics was strict in observing rules and regulations in literature. They were in favor of proper rhyme scheme and metrical composition; The Romantics got the poetry freed from these so-called restrictions. They proved that Poetry is the spontaneous overflow of powerful feelings rather than only the representation of thoughts. They preferred the language of common people even of rugged for poetry. The world accepted and welcomed this new change and Romantic Movement entered the boundaries of other European countries.

Keywords: Romantic Movement, Lyrical Ballads, Classicism, Romantic poetry.

Introduction/تعارف

انگلستان میں رومانیت دراصل کلاسیک کا ہی ردعمل تھی۔کلاسیک یونانی اور لاطینی ادب کی اندھادھند تقلید کے حامی تھے۔کلاسیزم نے ادب کو اصول و ضوابط کی سخت زنجیروں میں جکڑ دیا تھا اور انھوں نے ادب میں منطق،خیالات، معروضیت،شہری زندگی اور مشکل زبان کو ترویج دیا۔جبکہ رومانوی شعرأنے منطق کی جگہ تخیل،خیالات کی بجائے جذبات، معروضیت کے مقابلے میں داخلی کیفیت ،شہری زندگی کے بدل فطرت اور مشکل زبان کی جگہ سہل زبان کو اپنی شاعری میں جگہ دی۔رومانوی ادب میں شہر کی زندگی کے پیچ وخم سنوارنے کی بجائے دیہات کی زندگی کے لہلہاتے کھیت ،رواں دواں پانی،کالی گھٹائیں،کوئل کی سیریلی آواز اور بہار کی رنگینی موضوع بنی۔ مغرب میں رومانیت کا نکتہ آغاز روسو کے نظریات سے ہوتا ہے۔اگرچہ یہ ان کا میدانِ ادب یا فن نہیں تھا لیکن انھوں نے ادب کو بڑی حد تک متاثر کیا۔ان کے اس کہنے نے کہ تم نے انسانوں کو غلام کب سے بنالیا جب کہ ان کی ماوں نے انہیں آزاد جنا ہے،ادب، فلسفہ اور سیاسیات کے میدان میں ہلچل مچادی۔

بقول قاسمی:

"روسو کا انسان ہر طرح کی پابندیوں سے اکتا گیا تھا کہ سب ہی بندھن توڑنے کا ارادہ کر بیٹھا۔دراصل یہ انسان آزاد ہو کر ایک نئے دور کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔اس لیے وہ کلاسیک

CC BY

کے طے شدہ دستور، قوانین اور اصولوں سے آزادی حاصل کرکے نئے شعور اور نئی ترتیب کو اپنانا چاہتا تھا"۔[1]

بہت جلد یہ نظریہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ سب سے پہلے اس کے اثرات فرانس میں دیکھے گئے۔

بقول صدیقی:

"فرانسیسی ادب میں یہ تحریک اٹھارویں صدی میں رونما ہوئی لیکن اردو میں رومانوی تحریک کے اثرات انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے شروع میں اس وقت ظاہر ہوئے جب ہندوستان انگریزوں کا غلام ہو گیا"۔[2]

یورپ میں رومانوی تحریک کا آغاز اگرچہ اٹھارویں صدی کے آخری حصہ میں ہو چکا تھا لیکن انگلستان میں اسکی ابتدا ۱۷۹۸ء میں ہوئی۔ ورڈزورتھ اور کالرج نے لریکل بیلڈز لکھ کر کلاسیک ادب کے خلاف الم بغاوت بلند کر دیا اور شاعری کو کلاسیک کے گھٹن زدہ ماحول سے کافی حد تک آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ انگلستان میں رومانوی شعراٗکی پہلی نسل میں ولیم ورڈزورتھ اور ایس۔ ٹی۔ کالرج سرفہرست ہیں۔ جبکہ رومانوی شعرا کی دوسری نسل انقلاب فرانس کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ جن میں پی۔ بی۔ شیلے اور جان کیٹس نمائندہ شعرا ہے۔ نیم رومانوی شعرا میں تھامس مور اور لی ہنٹ کا نام قابل ذکر ہے۔ ورڈز تھ ورتھ نے فطرت جبکہ کالرج نے مافوق الفطرت عناصر کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ شیلے نے امید کا پیغام دیا تو کیٹس نے حُسن کا پرچار کیا۔ ویسے تو انگلستان میں رومانوی تحریک کا اختتام ۱۸۵۰ء کے لگ بھگ بتایا جاتا ہے لیکن حقیقتاً اس کا اختتام کیٹس ۱۸۲۱ء اور شیلے ۱۸۲۲ء کی یک بعد دیگر وفات کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس طرح ہر تحریک کسی دوسری تحریک کا ردعمل ہوتی ہے اسی طرح اردو میں رومانوی تحریک سرسید احمد خان کی علی گڑھ تحریک کا ردعمل تھی۔ علی گڑھ تحریک نے نثر میں جس طرح عقلیت، مقصدیت، منطقیت، معنویت، مادیت اور استدلال پر زور دے کر ادب برائے ادب کے مفہوم کو یکسر ختم کر دیا تو ادب برائے زندگی سے اکتاہٹ پیدا ہونا شروع ہو گئی۔

بقول حسن:

"رومانوی انسان نے محسوس کیا کہ انسانی جذبات عقل کے تابع فرماں مطلق اصولوں کے زیر نگیں نہیں رہ سکتے اور کوئی طاقت ہے جو کلاسیکی عقلیت پرستی سے سرتابی کرتی ہے۔ اصول پرستی اور سمجھ بوجھ کے پرانے سانچوں کے آگے سر نہیں جھکاتی ہے"۔[3]

OPEN ACCESS
CC BY

دریں اثنا ہندستان پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد انگریزی ادب اردو ادب میں سرایت کرنے لگا تھا۔انگریزی رومانوی تحریک کی سب سے پہلی جھلک انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں میں نظر آنے لگی۔اس کے فورابعد رومانوی شعرا کی بڑی تعداد نے مغرب سے متاثر ہو کر رومانیت کو فروغ دیا۔کچھ شعرا ٹیگور سے براہ راست بھی متاثر ہوئے۔ان کی شاعری میں جذبات کی شدت،فطرت کی عکاسی، محبوبہ کو نام سے مخاطب کرنا اور عشق ومحبت غالب نظر آنے لگے۔ویب سائٹ اردو نوٹس [4] کے مطابق: رومانوی تحریک ایک اہم تحریک ہے جس نے نہ صرف مغربی ادب کو متاثر کیا بلکہ اردو ادب نے بھی اس کے گہرے اثرات قبول کیے۔اردو رومانوی تحریک میں واضح طور پر انگریزی رومانوی تحریک کی جھلک نظر آنے لگی۔اردو کے نمائندہ رومانوی شعرا میں جوش ملیح آبادی، عبدالحمید عدم، اختر شیرانی اور حفیظ جالندھری سرِ فہرست ہیں۔

بحث/ Discussion

انگریزی رومانوی تحریک اور اردو رومانوی کے مشترکہ عناصر کی تفصیل کچھ یوں ہے۔مغرب کے رومانوی شعرأ نے چودہ مصروں پر مشتمل سانیٹ کا تجربہ کیا۔ورڈز ورتھ، کالرج، شیلے، بائرن،اور کیٹس نے مختلف موضوعات پر سانیٹس لکھیں۔

اس کے بعد جب ہیت کے تجربے ہوئے تو انگریزی سانیٹ اردو سانیٹ میں داخل ہوئی جس کے بہترین تجربے اختر شیرانی نے کیے۔سانیٹ دراصل ۱۴ مصرعوں پر مشتمل نظم کی ایک نئی حالت تھی جس کا استعمال ورڈز ورتھ نے خوب کیا۔ان کی مشہور سانیٹس میں ''ہم دنیاپرست ہو گئے ہیں''اور''لندن ۱۸۰۲'' قابل ذکر ہیں۔شیلے نے بھی اسی صنف کو قبول کیا اور انہوں نے کامیاب سانیٹس لکھیں، کیٹس کی لکھی گئی سانٹس بھی مقبول عام ہوئیں جن میں '' جب مجھے خوف آتا ہے''سر فہرست ہے،اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو رومانوی شاعری میں سانیٹ کا استعمال براہ راست انگریزی رومانوی سانیٹ سے ہوا۔

اردو شعرا میں اختر شیرانی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے روایتی ہیتوں سے ہٹ کر نئے تجربات کیے، اور بقول فتح پوری:

> ''اردو میں سانیٹ کو مقبول بنانے میں اختر شیرانی کا بھی حصہ ہے جنھوں نے اپنی سلمی کو زندہ جاوید کرنے کے لیے زیادہ تر یہی صنف پسند کی''۔[5]

OPEN ACCESS

اردو سانیٹ میں اختر نے اپنی پہچان خود بنائی، بقول حسن :

"اختر کا انداز بیان بڑا اہم ہے۔ انھوں نے فارم میں حقیقتاً ایک جداگانہ راستہ اختار کیا۔ مغربی سانیٹ کا ایک ہلکے پھلکے انداز میں اختیار کر کے اختر نے اردو شاعری کو نیا فارم دیا ہے"۔

انگریزی اور رومانوی شاعروں کے ہاں حسن پرستی حد درجہ ملتی ہے۔ ورڈزورتھ کی یہ حسن پرستی فطرت کے لیے ہے۔ جب کہ کالرج مافوق الفطرت عناصر کے سحر میں جکڑے نظر آتے ہیں۔ کیٹس کو شاعرِ حسن کہا جاتا ہے۔ حفیظ جالندھری اور اختر شیرانی کی شاعری میں فطرت کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔ انگریزی رومانوی شاعری میں سب سے اہم اور پسندیدہ رجحان فطرت نگاری ہے، ورڈزورتھ "شاعر فطرت" کہلاتے ہیں، انہوں نے اپنی پوری شاعری میں فطرت کو نمایاں جگہ دی۔

اردو رومانوی شعرا نے فطرت نگاری کے معاملے میں انگریزی رومانوی شعرا کا اثر قبول کیا۔ اردو ادب میں رومانیت کے آغاز کے ساتھ ہی فطرت نگاری کا رجحان اپنے عروج کو پہنچا۔ اردو ادب میں فطرت پرست اور فطرت نگار شاعروں میں سب سے بڑا نام اختر شیرانی کا ہے جن کی فطرت پرستی میں ان کی محبت اور خلوص شامل ہے۔

شیرانی کی طرح جوش ملیح آبادی کی شاعری بھی فطرت کا عمدہ نمونہ ہے۔ ان کی مشہور نظم "ترانہ خزاں" شیلے کی انگریزی نظم "اوڈ ٹو دی ویسٹ وینڈ" سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ بقول ملیح آبادی :

ارباب چمن کو کفن خاک اڑھاتی
بالیدگی ہر ذرہ میں آتی ہے چھپاتی
تو مرگش نباتات ہے تو روح نباتی
یا جان نمو موج فنا بن کے ہے آتی
اے باد خزاں باد خزاں باد خزاں چل
اے باد خزاں چل[6]

عدم کی شاعری میں فطرت کی رعنایاں خوب ملتی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

جب بھی آئے بہار کھلتے ہیں
پھول دیوانہ وار کھلتے ہیں[7]

OPEN ACCESS
CC BY

کلاسیک کے بر عکس ورڈزورتھ اور کالرج نے شاعری کو جذبات کی ترجمانی کا نام دیا۔ ورڈزورتھ کے مطابق شاعری خود بخود جذبات کی طاقتور رو میں بہہ جانے کا نام ہے۔انھی جذبات کی شدت کو ہم اردو رومانوی شاعری میں بھی دیکھتے ہیں۔بقول حسن :

> "جوش کی پوری شاعری جوشبابیات کی شاعری ہے وہ جذبے کی بے باک سرکشی کے قائل ،اس کی تڑپ کے پرستار ہیں۔اوراسی تڑپ،اسی جزباتی احساس کوادراک کاذریعہ قرار دیتے ہیں۔ورڈزورتھ کی طرح انہوں نے جلووں سے خدا کے وجود کا ثبوت حاصل کیا ہے"۔[8]

رومانوی تحریک کی اصل پہچان اس وقت کی شاعری میں شدید جزباتی محبت اور حسن پرستی کا پرچار تھا۔ان کا خیال تھا کہ دنیا کی حتمی حقیقت صرف حسن ہی ہے چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہو۔بقول حسن:"اردو میں رومانوی تحریک نے کیٹس کے اس نظریہ پر زور دیا کہ حسن صداقت ہے اور صداقت حسن"۔[9]

رومانیت کا اولین زور عقل پر دل کی فوقیت اور تخیل کی حکمرانی تھا۔ عقل صرف حقیقت کی دنیا کے اندر گردش کرتی ہے۔ عقل مادی وجود کو تسلیم کرتی ہے۔جب ادب کو کلاسیک عقلیت پسندی اور علی گڑھ کی منطقیت اور حقیقت نگاری سے آزاد کیا گیا تو ادب کی ایک نئی دنیا تخلیق ہوئی۔ یہ ایک خیالی دنیا بھی تھی اور تخیلاتی دنیا بھی ،اب ادب کا دائرہ کار صرف جو کچھ دنیا میں واقع ہو رہا ہے تک محدود نہیں رہا بلکہ جو کچھ واقع ہو سکتا ہے اور واقع ہونا چاہیے وہ بھی تخلیق ہونے لگا،ورڈزورتھ کی تخیلاتی محبوبہ لوسی گرے،کالرج کی ماورائی دنیا، شیلے کا یوٹوپیا اور کیٹس کا تخیل کے زور پر بلبل کی دنیا میں چلے جانا یہ سب رومانیت کی ہی پیداوار ہیں،اردو ادب میں اختر شیرانی کی تخیلاتی دنیا میں رہنے والی سلمی ،عذرا اور ریحانہ کی حقیقت کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں،نیوز کیپیٹل ویب سائٹ کے مطابق:"اختر شیرانی کی پوری شاعری رومانیت سے مملو ہے۔اختر شیرانی کو شاعرِ رومان کے لقب سے نوازا گیا"۔[10]

رومانیت کا سب سے بڑا رجحان مادی دنیا سے ہٹ کر ایک خیالی دنیا کی تخلیق تھا۔ جس طرح کیٹس نے "اوڈ ٹو نائیٹنگیل" میں لکھا ہے کہ وہ بلبل کی دنیا میں جانا پسند کریں گے اور وہاں آرام سے موت کی آغوش میں جانا پسند کریں گے۔اسی طرح ہمیں عدم کی شاعری میں بہت سی جگھوں پر ایسے اشعار ملتے ہیں جو ان کی اپنی تخلیق کردہ دنیا کی نمائندگی کرتے ہیں،اسی طرح اختر شیرانی نے اپنی سلمی ،عذرا اور ریحانہ کے لیے ایک شداد کی دنیا تخلیق کی۔ جہاں اس کی محبت کا کوئی رقیب نہ تھا اور نہ ہی اس کی خوشیوں کا کوئی قاتل بقول سلام:"

CC BY

یہ جبر کدہ، آزاد افکار کا دشمن ہے

ارمانوں کا قاتل ہے امیدوں کا رہزن ہے

جذبات کا قاتل ہے، جذبات کا مدفن ہے

چل یاں سے کہیں لے چل[11]

حفیظ کے ہاں بھی تخیلاتی دنیا نظر آتی ہے, جوش ملیح آبادی علی گڑھ تحریک کی حقیقت نگاری کے خلاف کھل کر سامنے آئے اور انہوں نے ادب کو حقیقت کی دنیا تک محدود نہ رکھا، اور جہاں انہیں محسوس ہوا کہ روایتی موضوعات ان کی طبیعت اور ان کی شاعری سے موافق نہیں انہوں نے ماورائی موضوعات کا بھی انتخاب کیا۔

کلاسیک ادب حال کی دنیا کی الجھنوں کو سلجھانے کی تگ ودو میں لکھا گیا، ادب اس دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نظر آتا تھا لیکن رومانیت میں شاعر حال کی دنیا سے نکل کر ماضی میں رہنا پسند کرتا ہے، یہ رجحان انگریزی رومانوی شعراء کے ہاں شدت کے ساتھ پایا جاتا تھا۔ کیٹس حال کی دنیا سے نکل کر ماضی کی بھول بھلیوں میں کھو جاتا ہے۔اردو رومانوی شاعر میں اختر شیرانی کو ماضی سے بے پناہ محبت تھی ،عدم کے ہاں بہت سے اشعار اس بات کا ثبوت ہیں کہ انہیں ماضی مسحور کن لگتا تھا۔

جالندھری دنیا کی جھنجھٹوں سے نکل کر کہیں دور جانا چاہتے ہیں:

شہر سے دور شہر یار سے دور

ساری دنیا آشکار سے دور[12]

فطرت کے ساتھ ساتھ رومانوی شعراء نے مافوق الفطرت عناصر کو بھی اپنا موضوع سخن بنایا—ادب کے اندر کئی صدیوں سے جن، بھوت، پریوں، اور دیو کی کہانیاں چلی آرہی تھیں—یونانی دیومالا میں مختلف عناصر فطرت کی دیویوں اور دیوتاؤں کا ذکر ملتا ہے—مثلاً چاند کی دیوی، محبت کی دیوی، نیند کی دیوی، خوشی و غم کی دیوی، اور سورج کا دیوتا وغیرہ—— قبلا خان کی نظم "بوڑھے ملاح کی کہانی" میں بھی پراسراریت کے ساتھ ساتھ مافوق الفطرت عناصر کا تذکرہ ملتا ہے۔ نظم "قبلا خان" میں ٹی سنگھ (13) نے کالرج کے حوالے سے لکھا ہے:

ترجمہ: ''جیسا کہ گھٹتے چاند (آخری دنوں کا چاند) کے نیچے ایک عورت یہاں آیا کرتی تھی اور اپنے دیو محبوب کو پکار پکار کر بلاتی تھی''۔

OPEN ACCESS
CC BY

شیلے کی چند نظموں میں بھی یہ عناصر ملتے ہیں۔ کیٹس کی نظم "اینڈی میان"، "ہیپی ریان"، اور کچھ اووڈ زمیں یونانی دیومالاؤں کا تذکرہ اور یونانی فن کی خوبصورتیوں کا اظہار ملتا ہے۔اردو رومانوی شعرا نے انگریزی رومانوی شعرا کی تقلید میں فطرت کے ساتھ ساتھ مافوق الفطرت عناصر کو اپنی شاعری میں استعمال کیا، اختر شیرانی نے اپنی نظموں کی پر اسراریت بڑھانے کے لیے مختلف جگہوں پر پریوں کا ذکر کیا اور انہی پریوں کا ذکر جوش کی شاعری میں بھی ملتا ہے۔ رئیس جوش کی نظم "یار سادہ" کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

سبک جس سے پریوں کی ہر نسل رنگیں

خجل جس سے حوروں کا ہر خانواد ہ[14]

حتی کہ حسن کے بیان میں بھی انھوں نے ایسے عنوانات منتخب کیے ہیں جن کا اس گوشت و پوست کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں-جیسا کہ جوش کی نظم کا عنوان ہے "اس حسن کی دیوی سے"۔

کلاسیک دور میں جس طرح زبان کو برتا گیا اور جس طرح ادب کے لیے ایک مخصوص زبان کا انتخاب کیا گیا اس نے ادب کو صرف ادباء تک ہی محدود کر دیا تھا۔ مشکل الفاظ کا انتخاب، پیچیدہ تراکیب اور منفرد شعری بناوٹ نے شاعری کو ایک اعلیٰ فن تو بنا دیا تھا لیکن اس نے نوجوان شعرا کے لیے ریاضت کو اور بڑھا دیا تھا۔ انگریزی رومانوی شاعروں نے سادہ زبان کو شاعری کی زبان قرار دیا ہے۔ورڈزورتھ نے تو گنوار (دیہاتی) لوگوں کی زبان کو شاعری کے لیے مناسب زبان قرار دیا ہے۔انتہائی سادہ اور سلیس زبان کو شاعری کے لیے موزوں زبان قرار دیا ہے۔انہوں نے کلاسیک کی مشکل ترکیب اور مشکل زبان سے سخت اختلاف کیا ہے۔یہی رجحان اردو رومانوی شاعروں احسان دانش، حفیظ جالندھری اور جوش ملیح آبادی کی شاعری میں بھی ملتا ہے۔بقول قاسمی:

> "اردو شعرا میں ٹیگور کا سب سے زیادہ اثر افسر اور جوش نے لیا۔انہیں ٹیگور کا عوامی رنگ اچھا لگا۔ ٹیگور نے عوام کی جیتی جاگتی روزمرہ سادہ زبان میں شعر لکھے"۔[15]

عدم کا میدان اگرچہ غزل تھا پھر بھی انھوں نے لفاظی سے زیادہ اشعار کو قابل فہم بنانے پر زور دیا۔انھوں نے انتہائی سلیس زبان کا استعمال کیا ہے: بقول عدم:

رنگ میں زہر بس گیا ہو گا

مور کو سانپ ڈس گیا ہو گا[16]

CC BY

کلاسیک ادب میں شاعری کے لیے چند مخصوص اصول متعین کیے گیے تھے۔ جو شعرا ان کڑے اصولوں پر پورے نہیں اترتے تھے انہیں رد کر دیا جاتا تھا—شعر کی شرائط میں اوزان کا خیال رکھنا ضروری تھا۔ لیکن رومانوی شعرا نے شاعری کو اصول و ضوابط کی شرائط سے آزاد کرایا۔ شاعری میں چھوٹی بحر کا آغاز ہوا۔

شاعری کڑی شرائط کی زنجیروں سے آزاد ہو گئی اور اشعار طسادہ زبان کے ساتھ ساتھ اوزان کے بھاری وزن سے آزاد ہو گئے، بقول جی ایم:

"رومانوی تحریک نے خیال۔ ہیت اور زبان کا پرانا ڈھانچہ بدل ڈالا"۔[17]

انسان جہاں پیدا ہوتا ہے، جہاں بڑا ہوتا ہے اور جہاں اس کا بچپن گزارتا ہے اسے اس زمین سے فطرتاً محبت ہوتی ہے۔ اپنی مٹی سے عشق ہر انسان میں موجود ہوتا ہے، لیکن چونکہ شاعر ایک حساس طبقہ ہے وہ اس محبت میں شدت محسوس کرتا ہے، اس لیے دنیا میں جتنے بڑے انقلاب آئے ان میں شعراء پیش پیش نظر آئے۔ لیکن رومانوی شعرا نے وطن پرستی کو اپنے ایمان کا حصہ بنایا۔ بقول سدید:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یوٹوپیا کا خوب ترجہان تخلیق کرنا رومانیت کا ایک پر اسرار مگر اہم مقصد ہے اور ہندوستانی فرد میں یہ جذبہ حصول آزادی کی آرزو کی صورت میں بدرجہ اتم پیدا ہو گیا تھا"۔[18]

ورڈزورتھ جب فرانس گئے تو انہیں انگلستان بہت یاد آیا اور انہیں اپنے دیس کی اہمیت کا اندازہ پرائے دیس جا کر ہوا۔ ان جزبات کا اظہار انھوں نے "لوسی نظموں" میں اس طرح کیا ہے، بقول لیوکس:

ترجمہ: ''میں نے اجنبی لوگوں کے درمیان سفر کیا، اس سرزمین پر جو سمندر پار ہے: نہیں، انگلستان اب تک میں نہیں جانتا تھا کتنی محبت میں آپ کے لیے رکھتا تھا''۔[19]

شیلے اور کیٹس نے بھی اپنے وطن سے محبت کا اظہار اپنے کئی اشعار میں کیا ہے۔ بقول سدید: ''اختر شیرانی کی رومانیت کا ایک اور زاویہ وطن کی محبت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے''۔[20] رومانوی شعرا میں حفیظ اور جوش نے اس ضمن میں انقلابی اشعار لکھے ہیں۔

جوش جو شاعر انقلاب کے نام سے مشہور ہوئے۔ انھوں نے نوجوانوں میں وطن پرستی کے جذبے کو اجاگر کرنے کے لیے کئی انقلابی شعر لکھے، ان کی شاعری میں امنگ بھی ہے اور تڑپ بھی، بقول رئیس: ''ایسے دور میں جوش نے اپنے وطن اور فطرت کو بڑی شدت سے چاہا ہے''۔[21]

OPEN ACCESS

رومانوی شعرا نے ایک منفرد انداز اپنایا—انھوں نے بے نام اور گمنام محبوب کی بجائے محبوب کو نام سے پکارا، کیٹس نے تو حقیقی محبوب کا نام استعمال کیا ہے۔ اپنی حقیقی محبوبہ "فینی بران" سے مخاطب ہوتے ہیں۔ جبکہ ورڈزورتھ کی محبوبہ ایک تخیلاتی اور تصوراتی تھی جس کو انھوں نے "لوسی گرے" کے نام سے پکارا ہے۔ اردو رومانوی شعرا میں اختر شیرانی نے تو ایک سے زیادہ محبوباؤں کے نام لکھے ہیں -ایک ہی شعر میں انھوں نے عذرا، سلمیٰ اور ریحانہ کا تذکرہ کیا ہے۔ بقول سلام:

> "اختر شیرانی کی زندگی اور شاعری کے بہت سے پہلو کیٹس کی زندگی اور شاعری سے ملے ہوئے ہیں۔ اختر نے بھی کیٹس کی طرح عالم مثال کے حسن کو عالم مجاز میں دیکھا، کیٹس کی فینی اور اختر کی سلمیٰ ان کی شاعری کی روح ہیں، دونوں شاعر عشق ناکام کے نوحہ خواں ہیں"۔ [22]

بقول سدید:

"کبھی سلمیٰ کے رومان حسیں کے تذکرے کیجیے
کبھی عذرا کے افسانے کو عشق رائگاں لکھیے
کبھی پروین کی مرگ عاشقی پر فاتحہ پڑھے [23]

حوالہ جات

1 قاسمی، ناہید، جدید اردو شاعری میں فطرت نگاری، انجمن ترقی اردو، کراچی، (۲۰۰۲ء)، ص ۱۸۱
2 ضیاالرحمن صدیقی، اردو ادب کی تاریخ، تخلیق کار پبلشرز، دہلی، (۲۰۱۴ء)، ص ۶۵
3 حسن، محمد، اردو ادب میں رومانوی تحریک، تنویر پریس، لکھنو، (۱۹۵۵ء)، ص ۱۳
4 اردو نوٹس ویب سائٹ، رومانوی تحریک کی خدمات
https://urdunotes.com/lesson/romanticism-history-urdu-romanvi-tehreek/
5 فتح پوری، فرمان، اردو شاعری کا فنی ارتقا، گنج شکر پریس، لاہور، (۲۰۱۲ء)، ص ۱۳۷
6 ملیح آبادی، جوش، انتخاب کلام جوش، مرتبہ نریش کمار شاد، اردو پاکٹ بک سیریز، دہلی، ۱۹۶۳)، ص ۲۳۲
7 عدم، عبدالحمید، (کلیات عدم، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۹)، ص ۱۸۶

OPEN ACCESS
CC BY

8 حسن، محمد، اردو ادب میں رومانوی تحریک، تنویر پریس، لکھنو، (۱۹۵۵ء)، ص ۶۳
9 ایضاً، ص ۳۸
10 اردو میں رومانوی تحریک، نیوز کیپیٹل مارکیٹ بلاگ سپاٹ، ۱۵ نومبر ۲۰۱۷
http://newcapitalmarket.blogspot.com/2017/11/topic-1_15.html
11 سلام، ع، م، مرتب، اختر شیرانی اور اسکی شاعری، آئینہ ادب انار کلی، لاہور، (۱۹۶۱)، ص ۲۴
12 جالندھری، حفیظ، نغمہ زار، مجلس اردو کتاب خانہ، لاہور، (ندارد)، ص ۹۲
13 T. Singh ,A History Of English Literature, New Kitab Mahal Lahore, (2006), P350
14 رئیس، قمر، جوش ملیح آبادی مطالعہ خصوصی، جوش انٹرنیشنل کمیٹی، دہلی، (ندارد)، ص ۱۲۰
15 ناہید قاسمی، جدید اردو شاعری میں فطرت نگاری، انجمن ترقی اردو، کراچی، (۲۰۰۲ء)، ص ۲۰۵
16 عدم، عبدالحمید، کلیات عدم، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، (۲۰۰۹)، ص ۱۸۶
17 اصغر، جی۔ایم، رومانوی تحریک اور اردو ادب، روزنامہ جنگ، ۱۹ جولائی ۲۰۲۳
https://jang.com.pk/news/490316
18 سدید، انور، اردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، (۲۰۲۱)، ص ۳۹۹
19 Lucas, F, L Five Poets, Khan Publishers, Multan, ,(2016),P 11
20 سدید، انور، اردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، (۲۰۲۱)، ص ۴۱۹
21 رئیس، قمر، جوش ملیح آبادی مطالعہ خصوصی، جوش انٹرنیشنل کمیٹی، دہلی، (ندارد)، ص ۱۲۰
22 سلام، ع، م، مرتب، اختر شیرانی اور اسکی شاعری، آئینہ ادب انار کلی، لاہور، (۱۹۶۱)، ص ۲۴
23 سدید، انور، اردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، (۲۰۲۱)، ص ۴۱۹

OPEN ACCESS